بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اس طرح کہنے سے مکان وقف ہو جائے گا کہ میرے مرنے کے اگلے دن یہ مسجد کا ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا بیان ہے کہ آج سے تقریبا تین سال پہلے حالتِ صحت میں، میں نے مسجد کے اس وقت کے صدر صاحب کے سامنے اپنے مکان کیلئے یوں الفاظ کہے: "**جب تک میں زندہ ہوں تب تک میں اس میں رہوں گا جب میں مرجاؤں تو میرے مرنے کے اگلے دن یہ مسجد کا ہے۔**" میں نے پہلے بھی یہی الفاظ کہے تھے اور اب بھی یہی کہتا ہوں، ان الفاظ کے آگے پیچھے کچھ نہیں کہا تھا، جب پہلے یہ الفاظ کہے تھے تو یہ بھی کہا تھا کہ میں چونکہ غریب آدمی ہوں لہٰذا اگر ہو سکے تو مسجد سے میری خدمت کر دی جائے۔

مسجد کے صدر صاحب بھی اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ اسی طرح کے الفاظ زید نے کہے تھے، چنانچہ مسجد کے صدر صاحب، مسجد کو مکان دینے کے صلے میں، زید کو مسجد کے چندے سے ماہانہ دو ہزار روپے دیتے رہے۔ صدر صاحب کو اس بات کا بھی اقرار ہے کہ انہوں نے ماہانہ دو ہزار زید کو دیئے ہیں۔ محلے والوں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ شرعی مسئلہ اس بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا زید کے الفاظ جو اوپر ذکر کیے گئے ان سے مکان کا مسجد کیلئے وقف ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ نیز صدر صاحب جو ماہانہ دو ہزار روپے زید کو مسجد کے چندے سے دیتے رہے تو کیا یہ دینا جائز تھا یا نہیں؟ اب تک یہ دو ہزار کی رقم تقریبا ستر ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اب مسجد کی انتظامیہ دوسری بنی ہے وہ چاہتی ہے کہ اگر وہ مکان مسجد کیلئے وقف ہو چکا ہے تو اسے مسجد کے نام پر منتقل کروایا جائے۔ اس کیلئے شرعی رہنمائی درکار ہے۔

جواب

پوچھی گئی صورت میں یہ مکان مسجد کیلئے وقف نہیں ہوا بلکہ فی الحال زید کی ملکیت پر باقی ہے کیونکہ زید کے الفاظ میں، اپنی حالتِ حیات میں وقف کرنے کا کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ زید کے یہ الفاظ کہ "**مرنے کے اگلے دن یہ مسجد کا ہے**" ان الفاظ میں بھی وقف کا کوئی لفظ موجود نہیں ہے، اس لئے یہ مکان وقف تو نہیں ہو سکتا کہ وقف ہونے کیلئے وقف کے مخصوص الفاظ موجود نہیں ہیں، البتہ یہاں مسجد کی تملیک درست ہو سکتی ہے کہ زید اپنے انتقال کے بعد مکان کو مسجد کی ملکیت میں دینے کی بات کر رہا ہے، اور مرنے کے بعد جو تملیک ہوتی ہے وہ وصیت کہلاتی ہے، مرنے کے اگلے دن تملیک کرنا بھی وصیت ہی کہلائے گا، بیچ کے ایک دن کے وقفے سے وصیت ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لہٰذا یہ مکان کو مسجد کی ملکیت میں دینے کی وصیت ہوئی۔ اس وصیت میں اگرچہ "**مسجد پر خرچ کرنے**" کے الفاظ نہیں ہیں، اس کے باوجود امام محمد رحمہ اللہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق یہ وصیت درست ہے اور مسجد کے مصالح پر اسے خرچ کیا جائے گا۔

لہذا زید اگر انہیں الفاظ پر قائم رہتا ہے تو زید کے انتقال کے بعد (کفن دفن کے ضروری اخراجات، اسی طرح اگر کوئی قرض ہو، تو وہ ادا کرنے کے بعد) اگر یہ مکان تہائی ترکے یا تہائی سے بھی کم کی مقدار تک پہنچے گا تب تو یہ مسجد کو دیا جائے گا، اگر یہ مکان، کل ترکے کی تہائی سے زائد ہو تو تہائی کی مقدار مسجد میں دی جائے گی باقی حصہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، ان ورثاء میں سے بالغ ورثاء اپنا اپنا حصہ بھی مسجد کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

یہاں تک تو مکان کا معاملہ تھا، اب رہا یہ معاملہ کہ صدر صاحب نے ماہانہ زید کو دو ہزار روپے مسجد کے چندے میں سے دیئے جس کا صدر صاحب اقرار بھی کر رہے ہیں تو یہ ایک ناجائز و گناہ کا معاملہ ہے کیونکہ اگر زید کا مکان، اس کی زندگی میں بھی مسجد کیلئے وقف ہو جاتا تب بھی مسجد کے چندے کا وہ مصرف نہیں تھے کہ ان کو مسجد کے چندے سے دو ہزار روپے دیئے جاتے، لہذا صدر نے مسجد کے چندے کو اس کے مصرف کے علاوہ میں جان بوجھ کر خرچ کیا ہے، اس لئے صدر اور زید دونوں گناہ گار ہوئے، انہیں اس سے توبہ کرنی لازم ہے اور اب صدر صاحب پر یہ بھی لازم ہو گا کہ جتنی رقم انہوں نے زید کو دی ہے اتنی رقم مسجد کو واپس کریں۔

وقف کے الفاظ کے بارے میں تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

"رکنہ الالفاظ الخاصۃ کارضی ھذہ صدقۃ موقوفۃ مؤبدۃ علی المساکین ونحوہ من الالفاظ کموقوفۃ للہ تعالیٰ اوعلی وجہ الخیر اوالبر"

ترجمہ: وقف کا رکن خاص الفاظ ہیں جیسے یہ کہنا کہ میری یہ زمین ہمیشہ کیلئے مساکین پر صدقہ موقوفہ ہے اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ جیسے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے یا نیکی یا بھلائی کے کاموں کیلئے وقف ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، جلد 6، صفحہ 521، مطبوعہ کوئٹہ)

وقف کے الفاظ کے بارے میں فتاوی بحر العلوم میں ہے " صرف عمل سے وقف ثابت نہیں ہوتا چاہے مصارف خیر میں زندگی بھر خرچ کرتا رہے کہ وقف کا رکن الفاظ مخصوصہ کا ادا کرنا ہے۔" (فتاوی بحر العلوم، جلد 5، صفحہ 44، مطبوعہ لاہور)

کوئی چیز مسجد کو دی جائے اور وہ وقف نہ ہو سکے تو تملیکِ مسجد کے اعتبار سے اسے لیا جا سکتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"اذا تصدق بدارہ علی مسجد او علی طریق المسلمین، تکلموا فیہ والمختار أنہ یجوز کالوقف کذا فی الذخیرۃ۔رجل أعطی درھما فی عمارۃ المسجد أو نفقۃ المسجد أو مصالح المسجد صح، لأنہ وان کان لا یمکن تصحیحہ وقفا، یمکن تصحیحہ تملیکا بالھبۃ للمسجد فاثبات الملک للمسجد علی ھذا الوجہ صحیح"

ترجمہ: اپنے گھر کو کسی مسجد پر صدقہ کیا یا مسلمانوں کے راستے کیلئے صدقہ کیا تو اس میں فقہاء کو کلام ہے، البتہ مختار یہ ہے کہ یہ وقف کی طرح جائز ہے، اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔ کسی شخص نے مسجد کی تعمیر یا مسجد کے اخراجات یا مصالح مسجد کیلئے کوئی درہم دیا تو یہ درست ہے، کیونکہ اگرچہ اس کو وقف کے طور پر درست نہیں مانا جا سکتا، مگر اسے مسجد کیلئے ہبہ کے طور پر درست مانا جا سکتا ہے اور اس طریقے پر مسجد کی ملکیت ثابت کرنا، درست ہے۔ (فتاوی ھندیہ، جلد 2، صفحہ 429، مطبوعہ بیروت)

موت کے بعد جو تملیک ہو، وہ وصیت کہلاتی ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

"(الوصیۃ) فی الشرع (تملیک مضاف الی ما بعد الموت) یعنی بطریق التبرع سواء کان عینا أو منفعۃ"

ترجمہ: شریعت کی رو سے تبرعا کسی چیز کا موت کے بعد مالک بنا دینا وصیت کہلاتا ہے، چاہے وہ چیز عین ہو یا منفعت ہو۔ (مجمع الانھر، جلد4، صفحہ 417، مطبوعہ بیروت)

انتقال کے ایک دن بعد کی تملیک بھی وصیت ہی شمار ہوگی۔ تحفۃ الفقہاء، بدائع الصنائع اور محیط برہانی میں ہے:

"واللفظ للمحیط: اذا قال لعبدہ: أنت حر بعد موتی بیوم أو قال: شھر فھذا لا یکون مدبرا، وھذا التصرف ایصاء بالعتق، حتی لا یعتق بعد موت المولی بمضی یوم أو مضی شھر ما لم یعتقہ الوصی"

ترجمہ: اگر غلام سے کہا کہ تم میری موت کے ایک دن یا ایک مہینے بعد آزاد ہو تو یہ غلام مدبر نہیں بنے گا بلکہ یہ الفاظ، عتق کی وصیت کہلائیں گے، اسی وجہ سے مولی کی وفات کے ایک دن یا ایک مہینہ بعد بھی یہ خود بخود آزاد نہیں ہوگا جب تک وصی آزاد نہ کرے (محیط برہانی، جلد4، صفحہ 66، مطبوعہ بیروت)

بدائع الصنائع میں اس غلام والے مسئلے کی وجہ تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

"فجعلوہ وصیۃ بالاعتاق لأن تصرف العاقل یحمل علی الصحۃ ما أمکن، وأمکن حملہ علی الوصیۃ بالاعتاق بعد مضی شھر بعد الموت فیحمل علیھا"

ترجمہ: فقہاء نے اسے اعتاق کی وصیت اس لئے شمار کیا کہ عاقل کا تصرف جہاں تک ممکن ہو، صحت پر محمول کیا جاتا ہے، اور یہاں موت کے ایک مہینہ گزرنے کے بعد اعتاق کی وصیت پر محمول کرنا، ممکن ہے لہذا اسی پر محمول کریں گے۔ (بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ 374، مطبوعہ بیروت)

مسجد کے بارے میں وصیت کا حکم بیان کرتے ہوئے ردالمحتار میں معراج کے حوالے سے فرمایا:

"أوصی بشیئ للمسجد الحرام لم یجز الا أن یقول: ینفق علی المسجد، لأنہ لیس من أھل الملک، وذکر النفقۃ بمنزلۃ النص علی مصالحہ، وعند محمد: یصح ویصرف الی مصالحہ تصحیحا لکلامہ۔"

ترجمہ: مسجد الحرام کیلئے کسی چیز کی وصیت کی تو یہ جائز نہیں ہے، جب تک یہ نہ کہے کہ اسے مسجد پر خرچ کیا جائے، کیونکہ مسجد، ملکیت کی اہل نہیں ہے، جب خرچ کرنے کا ذکر کرے گا تو یہ نص ہو جائے گی کہ مسجد کے مصالح پر خرچ کرنے کیلئے یہ چیز دی جا رہی ہے (تو اب یہ وصیت درست ہو جائے گی۔) امام محمد کے نزدیک مسجد کیلئے وصیت کرنا بھی درست ہے اور وصیت کرنے والے کے کلام کو درست معنی پر محمول کرتے ہوئے یہی مراد لیا جائے گا کہ مصالح پر خرچ کرنے کیلئے دی گئی ہے۔ (ردالمحتار، جلد10، صفحہ 357، مطبوعہ بیروت)

اس کے تحت جد الممتار میں فرمایا:

"وبقول محمد أفتی مولانا صاحب البحر"

ترجمہ: صاحب البحر نے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہی فتوی دیا ہے۔ (جد الممتار، جلد7، صفحہ 193، مطبوعہ بیروت)

تہائی سے زائد کی وصیت مسجد کیلئے کی اور ورثاء تہائی سے زائد پر راضی نہ ہوں تو تہائی میں ہی وصیت نافذ ہوگی۔ العقود الدریہ میں ہے:

"(سئل) فیما اذا أوصی رجل بجمیع مالہ ینفق فی مصالح مسجد کذا ثم مات عن ترکة وورثة لم یجیز وا ذلك فهل تصح وتنفذ من الثلث؟ (الجواب): نعم أوصی بشیء للمسجد لم تجز الوصیة الا أن یقول الموصی: ینفق علیه لأنه لیس بأهل للتملیك، والوصیة تملیك وذکر النفقة بمنزلة الوقف علی مصالحه وعند محمد یجوز لأنه یحمل علی الأمر بالصرف الی مصالحه تصحیحا للکلام وبقول محمد أفتی مولانا صاحب البحر"

ترجمہ: سوال یہ کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے تمام مال کو فلاں مسجد کے مصالح میں خرچ کرنے کی وصیت کی، اس کے بعد جب انتقال ہوا تو ورثاء، وصیت کو نافذ کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس صورت میں کیا تہائی مال میں وصیت درست کہلائے گی اور نافذ کی جائے گی؟ **الجواب**: (جی ہاں! اگر کسی نے مسجد کیلئے کسی چیز کی وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں ہے، البتہ اگر وصیت کرنے والا ساتھ میں یہ بھی کہے کہ: مسجد پر خرچ کی جائے، تو اب وصیت درست ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد تملیک کی اہل نہیں ہے اور وصیت میں تملیک ہی کی جاتی ہے، خرچ کرنے کا ذکر کرنا ایسے ہی ہے جیسے مسجد کے مصالح پر وقف کرنا، (اس لئے خرچ کرنے کا ذکر جب کیا تو وصیت درست ہو جائے گی۔) امام محمد کے نزدیک مسجد کیلئے وصیت جائز ہے (اگرچہ خرچ کرنے کا ذکر نہ کرے) کیونکہ مسجد کیلئے وصیت کو اسی پر ہی محمول کریں گے کہ وہ مسجد کے مصالح پر ہی خرچ کی جائے تاکہ وصیت کرنے والے کے کلام کو درست مانا جاسکے۔ امام محمد کے قول پر ہی مولانا صاحب البحر نے فتویٰ دیا ہے۔ (العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، جلد2، صفحہ 497، مطبوعہ کراچی)

مسجد کی رقم کسی غریب، فقیر کو نہیں دے سکتے، اس کے بارے میں فتاوی عالمگیری میں ہے

"الفاضل من وقف المسجد هل یصرف الی الفقراء قیل لا یصرف وانه صحیح"

ترجمہ: وقف مسجد سے جو زائد ہو جائے کیا اسے فقراء میں خرچ کر سکتے ہیں تو صحیح قول کے مطابق اسے خرچ نہیں کر سکتے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد2، صفحہ 463، مطبوعہ کوئٹہ)

مسجد کی آمدنی مسجد کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں خرچ کی، اس کے بارے میں اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "اس پر توبہ فرض ہے اور تاوان ادا کرنا فرض ہے جتنے دام اپنے صرف میں لایا تھا اگر یہ اس مسجد کا متولی تھا تو اسی مسجد کے تیل بتی میں صرف کرے دوسری مسجد میں صرف کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا اور اگر متولی نہ تھا تو جس نے اسے دام دئے تھے واپس کرے کہ تمہارے دئے ہوئے داموں سے اتنا خرچ ہوا اور اتنا باقی رہا تھا کہ میں تمہیں دیتا ہوں لانہ ان کان متولیا فقد تم التسلیم والا بقی علی ملک المعطی: یعنی اگر متولی تھا تو مسجد کو پیسوں کی تسلیم کرنا مکمل ہو گیا ورنہ وہ دینے والے کی ملکیت پر باقی رہیں گے۔" (فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ 461، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو محمد محمد فراز عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0095

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net